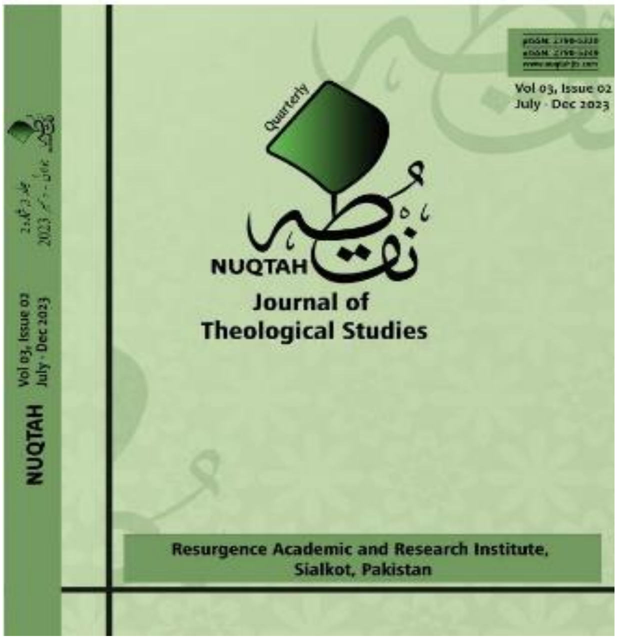

Nuqtah Journal of Theological Studies
Editor: Dr Shumaila Majeed
(Bi-Annual)
Languages: English, Urdu, Arabic
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts
Published by
Resurgence Academic and Research
Institute Lahore (53720), Pakistan
Email: editor@nuqtahjts.com

اسلام میں معاشی اور معاشرتی زندگی کے توازن کا خصوصی مطالعہ

A Special Study of the Balance of Economic and Social Life in Islam

Dr. Abdul Rahman
Lecturer, Department of Islamic Studies,
University of Gujrat, Gujrat, Pakistan
onlyimran2010@gmail.com

Rabia Bibi
M. Phil. Scholar Islamic Studies,
University of Gujrat, Gujrat, Pakistan
rabiayousaf903@gmail.com

Published online: 1 Sept, 2023
View this issue

Complete Guidelines and Publication details can be found at:
https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

This study presents a comprehensive analysis of the Islamic economic system and its fundamental principles in the light of Qur'anic teachings and Prophetic guidance. The foundation of Islamic economics rests upon the concept of Tawhid (Oneness of God), which establishes that absolute ownership of all resources belongs to Allah, while humans act only as trustees and vicegerents on earth.

This belief shapes the moral and legal framework of economic activity, ensuring accountability and ethical conduct. The principle of justice and fairness occupies a central position in Islamic economics, prohibiting exploitation, fraud, dishonesty, and unequal distribution of wealth. The prohibition of ribā (interest) is examined as a decisive step toward eliminating economic oppression and class disparity. Furthermore, Zakāt and Infaq fī Sabīlillāh are presented as effective mechanisms for the redistribution of wealth and the establishment of a welfare-oriented society.

The Islamic concept of ownership is also discussed as a conditional right bound by social responsibility rather than absolute personal control. The study concludes that the Islamic economic system offers a balanced, ethical, and sustainable model capable of addressing modern economic crises, poverty, and inequality in a just and humane manner.

Keywords: *Tawhid, Riba, Zakat, Distributive Justice, and Trusteeship*

اسلام کا معاشی نظام

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دینِ اسلام نے جہاں عبادات، اخلاقیات اور سیاست کے اصول واضح کیے ہیں، وہیں معاشی زندگی کے لیے بھی ایک ایسا منصفانہ اور متوازن نظام پیش کیا ہے جو عدل، مساوات اور فلاحِ عامہ پر مبنی ہے۔ اسلامی معاشی نظام کا مقصد صرف دولت کا ارتکاز نہیں بلکہ اس کی منصفانہ تقسیم، انسانی ضروریات کی تکمیل اور معاشرتی انصاف کا قیام ہے۔

اسلامی معاشی نظام کی بنیادیں

اسلامی معاشی نظام کی بنیاد چند بنیادی اصولوں پر رکھی گئی ہے

1 **توحید**
2 **عدل وانصاف**
3 **حرمت سود**
4 **زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ**
5 **اسلام میں ملکیت**

توحید:

توحید اسلام کی بنیاد اور اس کے تمام نظاموں، اخلاقی، سماجی، سیاسی اور معاشی کی روح ہے۔ اسلام کا معاشی نظام دراصل اسی عقیدۂ توحید پر قائم ہے۔ اس تصور کے بغیر اسلامی معیشت کو سمجھنا یا نافذ کرنا ممکن نہیں۔

توحید کا مفہوم اور اس کا معاشی پہلو

توحید کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق، مالک، رازق اور حاکمِ مطلق ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اللّٰہُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌآ[1]أ

(اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے، اور وہی ہر چیز پر نگران ہے)

اس عقیدہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسان دنیا میں **مالکِ حقیقی نہیں بلکہ امانت دار** ہے۔ زمین، وسائل، مال و دولت سب اللہ کی نعمتیں ہیں جنہیں انسان عارضی طور پر استعمال کرتا ہے۔

اسلام میں یہ عقیدہ بنیادی ہے کہ ساری کائنات اور اس کے وسائل اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں، انسان صرف ان کا امین ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔

انسان بطور خلیفہ اور امین:

أوَ ہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ وَ رَفَعَ بَعۡضَکُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰکُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ ۫ۖ وَ اِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌآ[2]

(اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا تاکہ وہ ان (چیزوں) میں تمہیں آزمائے جو اس نے تمہیں (امانتاً) عطا کر رکھی ہیں۔ بیشک آپ کا رب (عذاب کے حق داروں کو) جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ (مغفرت کے امیدواروں کو) بڑا بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے)

یعنی انسان کو زمین میں **اللہ کا نائب (خلیفہ)** بنایا گیا تاکہ وہ اللہ کے احکام کے مطابق وسائلِ زمین کو استعمال کرے۔ یہی تصور انسانی معیشت میں **ذمہ داری اور جوابدہی** کا اصول پیدا کرتا ہے

انسان کو تصرف (استعمال) کا حق ضرور دیا گیا ہے، مگر یہ حق **محدود اور مشروط** ہے۔ وہ صرف اسی حد تک معاشی سرگرمی کر سکتا ہے جہاں اللہ کے احکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اس تصور سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کو معیشت میں آزاد تصرف کا حق ہے لیکن وہ خدا کے احکام کا پابند ہے۔

توحید اور ملکیت کا نظریہ

اسلام میں ملکیت کا تصور مطلق نہیں بلکہ مشروط ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام میں دولت کا مالک خود کو مکمل مختار سمجھتا ہے، جب کہ اسلام میں دولت اللہ کی امانت ہے۔ قرآن کہتا ہے:

أوَ فِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الۡمَحۡرُوۡمِآ[3]

(اور اُن کے اموال میں سائل اور محروم سب حاجت مندوں کا حق مقرر تھا)

یعنی تمہارا مال دراصل دوسروں کے حقوق کا امین ہے۔

لہٰذا اسلام میں ملکیت کے ساتھ سماجی ذمہ داری لازم ہے۔ اس کے برعکس مادّی نظاموں میں ملکیت خود غرضی، ذخیرہ اندوزی اور استحصال کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

توحید اور اخلاقی معیشت

توحید انسان کو یہ شعور دیتی ہے کہ وہ اپنی معاشی سرگرمیوں میں بھی اللہ کے حضور جواب دہ ہے۔

یہ ایمان کہ "اللہ ہر عمل کو دیکھ رہا ہے" ایک مؤمن کو جھوٹ، دھوکہ، سود، رشوت، کم تولنے اور ناجائز منافع سے باز رکھتا ہے۔

قرآن مجید نے فرمایا:

ااِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَآ[4]

(بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے سب غیب جانتا ہے، اور اللہ جو عمل بھی تم کرتے ہو اسے خوب دیکھنے والا ہے)

توحید کے اس شعور سے ایک ایسا معاشی ماحول پیدا ہوتا ہے جو دیانت، عدل اور خیر خواہی پر مبنی ہوتا ہے

توحید اور مساوات کا اصول

جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ تمام رزق کا مالک اللہ ہے تو پھر کوئی انسان دوسرے پر فخر نہیں کر سکتا۔ یہ عقیدہ طبقاتی فرق کو مٹاتا ہے۔ اسلام نے دولت کو چند ہاتھوں میں محدود رہنے سے روکا ہے۔

اكَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْآ

(تاکہ وہ (دولت) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے)[5]

یعنی توحید دولت کے ارتکاز کی نفی اور اس کی عادلانہ تقسیم کی تاکید کرتی ہے

توحید اور اقتصادی انصاف

توحید انسان کو اس بات کا پابند بناتی ہے کہ وہ اپنے معاشی فیصلوں میں اللہ کی شریعت کو معیار بنائے۔

سود، جوا، قمار، رشوت، ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری یہ سب اللہ کے احکامات کی خلاف ورزیاں ہیں اور توحید کے منافی عمل ہیں، کیونکہ یہ انسان کو اللہ کے بجائے مال کا بندہ بنا دیتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

ااَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًاآ[6]

(کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے؟ تو کیا آپ اس پر نگہبان بنیں گے)

یعنی جب انسان مال و دولت کی پرستش کرنے لگے تو دراصل وہ توحید سے ہٹ کر شرکِ عملی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

توحید اور معاشی توازن

توحید انسان کو اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ وہ نہ تو دنیا کی محبت میں اندھا ہو، نہ ہی دنیا کو چھوڑ دے۔ اسلام عدل کا حکم دیتا ہے:

اوَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًاآ[7]

(اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا (زیادتی اور کمی کی) ان دو حدوں کے درمیان اعتدال پر (مبنی) ہوتا ہے)

یعنی توحید انسان کو بخل اور اسراف دونوں سے بچا کر متوازن معیشت کا راستہ دکھاتی ہے۔

عدل و انصاف اور اسلامی معاشی نظام

اسلامی معیشت کا دوسرا بنیادی ستون عدل و انصاف ہے۔ عدل و انصاف دراصل اسلام کے پورے نظامِ حیات کا محور ہے۔ جیسے عقیدۂ توحید روح کی حیثیت رکھتا ہے، ویسے ہی عدل و انصاف اس نظام کی بنیاد اور توازن قائم رکھنے کا ضامن ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر عدل کا حکم دیا اور ظلم سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اسلام معاشی سرگرمیوں میں عدل اور دیانت کو بنیادی شرط قرار دیتا ہے۔ ناپ تول میں کمی، دھوکہ دہی، سود خوری اور استحصال کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔

عدل کا مفہوم اور اس کی اہمیت

عدل کے معنی ہیں "کسی چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھنا"۔ اسلامی معیشت میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کا حق پورا دیا جائے—چاہے وہ خریدار ہو یا فروخت کنندہ، مالک ہو یا مزدور، سرمایہ دار ہو یا صارف۔ قرآن میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِآ[8]

(بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے)

یعنی عدل محض قانونی فریضہ نہیں بلکہ دینی اور اخلاقی فریضہ بھی ہے۔ اسلام عدل کو تمام معاشی سرگرمیوں کا لازمی اصول قرار دیتا ہے تاکہ سماج میں کسی بھی قسم کی ناانصافی، استحصال یا طبقاتی تفریق پیدا نہ ہو۔

ناپ تول میں انصاف اور تجارتی عدل کی بنیاد

قرآنِ کریم نے ناپ تول میں انصاف کرنے پر خاص زور دیا ہے۔

أوَ اَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَ الۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِٱ[9]

(اور پیمانے اور ترازو (یعنی ناپ اور تول) کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

أوَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْٱ

(اور ناپ تول انصاف کے ساتھ ٹھیک رکھو، اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں کمی نہ دو)[10]

اسلامی معیشت میں یہ اصول اس لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ تجارت اور لین دین اعتماد پر قائم ہوتے ہیں۔ اگر ناپ تول میں کمی، دھوکہ دہی یا فریب عام ہو جائے تو پورا نظام بگڑ جاتا ہے، اعتماد ختم ہوتا ہے اور معاشی بدامنی پیدا ہوتی ہے۔

اسی لیے قرآن نے قومِ شعیب کی مثال دی جو ناپ تول میں کمی کرتی تھی، تو ان پر عذاب آیا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ معاشی ناانصافی اللہ کے غضب کا باعث بنتی ہے۔

سود (ربا) اور استحصال کا خاتمہ

اسلام نے سود کو ظلم اور عدل کے منافی قرار دیا ہے۔

أوَ اَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواٱ[11]

(حالانکہ اللہ نے تجارت (سوداگری) کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے)

سود کا نظام معاشرے میں امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر کرتا ہے۔ یہ محنت کش طبقے کے استحصال کا ذریعہ ہے، اس لیے قرآن نے اسے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے مترادف قرار دیا۔ عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ سرمایہ دار اور محنت کش کے درمیان نفع و نقصان کی شراکت (Profit & Loss Sharing) ہو، نہ کہ یک طرفہ مفاد۔ یہی اصول "مضاربہ" اور "مشارکہ" جیسے اسلامی مالیاتی اداروں کی بنیاد ہے۔

مزدوروں اور محنت کشوں کے حقوق

اسلام نے عدل کے اصول کو مزدوروں اور محنت کشوں کے معاملات میں بھی سختی سے نافذ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

أأَعْطُوا الأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُٱ

(مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو)[12]

یہ حدیث اسلامی معاشی عدل کا بہترین مظہر ہے۔ اسلام مزدور کو محض ایک آلہ کار نہیں بلکہ انسانی احترام کا حقدار سمجھتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں مزدور محض پیداوار کا ذریعہ ہوتا ہے، جبکہ اسلامی نظام میں وہ شریکِ عمل اور امانت دار ہوتا ہے۔

احتکار (ذخیرہ اندوزی) اور ناجائز منافع خوری کی ممانعت

احتکا کی سب سے ملعون قسم "سودی لین دین ہے جس اقتصادی نظام میں اس کا عمل دخل ہے وہ یکسر برباد اور تباہ ہے۔ یہ کروڑوں انسانوں کو مفلس ومحتاج بنا کر ایک مخصوص طبقہ میں دولت کو سمیٹتا اور ان کو اس کا واحد اجارہ دار بنا دیتا ہے۔ [13]

اسلام میں عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ معاشی وسائل سب کے لیے یکساں دستیاب ہوں۔ ذخیرہ اندوزی (احتکار) کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس سے قیمتوں میں غیر منصفانہ اضافہ ہوتا ہے اور عوام استحصال کا شکار ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللَّهِ وَبَرِئَ اللَّهُ مِنْهُ﴾

[14]**"جو شخص اناج کو چالیس دن تک ذخیرہ کرے، وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ اس سے بیزار ہے۔"**

یعنی اسلامی معیشت میں عدل صرف لین دین تک محدود نہیں، بلکہ منڈی، قیمتوں، اور رسد وطلب کے توازن تک پھیلا ہوا ہے۔

عدل اور دیانت تجارت میں ایمان کا مظہر

اسلام نے تجارت کو عبادت کا درجہ دیا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دیانت پر مبنی ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ﴾

"سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا"[15]

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ عدل و دیانت محض دنیاوی کامیابی کا ذریعہ نہیں بلکہ اخروی نجات کا بھی سبب ہے۔ اسلامی معیشت اسی عدل پر قائم رہ سکتی ہے جہاں نفع کے ساتھ نیکی اور تجارت کے ساتھ تقویٰ شامل ہو۔

دولت کی منصفانہ تقسیم اور عدلِ اجتماعی

عدل صرف فردی نہیں بلکہ اجتماعی بھی ہے۔ قرآن نے تاکید کی ہے کہ:

﴿كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ﴾

[16]**"تاکہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے۔"**

اسلام نے زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، عشر اور وقف جیسے نظاموں کے ذریعے دولت کو معاشرے کے مختلف طبقات میں منصفانہ طور پر گردش میں رکھا۔
یہی وہ عدلِ اجتماعی ہے جو اسلامی معیشت کو استحکام بخشتا ہے اور طبقاتی کشمکش کو ختم کرتا ہے۔

عدل کا تعلق اخلاقیات سے

اسلامی عدل صرف قانونی یا مالی ضابطہ نہیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری ہے۔ جب انسان یقین رکھتا ہے کہ اللہ اسے ہر عمل پر دیکھ رہا ہے، تو وہ کسی بھی مالی معاملے میں ظلم یا بے انصافی سے باز رہتا ہے۔ یہی ایمان کا تقاضا ہے کہ ہر معاشی عمل کو عبادت سمجھ کر انجام دیا جائے، اور کسی کا حق نہ مارا جائے۔

حرمتِ سود اور اسلامی معاشی نظام

اسلامی نظامِ معیشت کی تیسری اور نہایت اہم بنیاد **حرمتِ سود (ربا)** ہے۔ سود ایسا مالی لین دین ہے جس میں بغیر کسی محنت، خطرے یا حقیقی پیداوار کے، محض وقت گزرنے پر نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ اسلام نے اسے صریح ظلم اور معاشرتی فساد کی جڑ قرار دیا ہے۔ سود کا خاتمہ دراصل اسلام کے اُس بنیادی مقصد کی تکمیل ہے جو معیشت کو عدل، توازن اور فلاحِ عامہ پر قائم کرنا چاہتا ہے۔

سود (ربا) کی تعریف

لغوی اعتبار سے "ربا" کا مطلب ہے بڑھنا یا زیادہ ہونا۔ اصطلاحِ شرع میں ربا سے مراد ہے۔

﴿كُلُّ زِيَادَةٍ تُشْتَرَطُ عَلَى أَصْلِ الْمَالِ مِنْ غَيْرِ عِوَضٍ حَقِيقِيٍّ﴾

"ہر وہ اضافہ جو اصل رقم پر مقرر کیا جائے بغیر کسی حقیقی معاوضے کے"

یعنی جب قرض دینے والا، محض وقت گزرنے کے بدلے میں رقم بڑھا کر وصول کرے تو وہ ربا ہے۔ یہ اضافہ بغیر کسی محنت یا پیداوار کے حاصل ہوتا ہے، اس لیے اسلام اسے ناجائز منافع اور ظلم قرار دیتا ہے۔

قرآنِ کریم میں حرمتِ سود

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر سود کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾[17]
(جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن ایسے کھڑے ہوں گے جیسے کوئی شیطان کے چھو جانے سے دیوانہ ہو گیا ہو)

پھر فرمایا:

﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾[18]

(اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا)

مزید فرمایا گیا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو)[19]

اور سب سے سخت تنبیہ ان الفاظ میں کی گئی۔

﴿فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

(پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ)[20]

یعنی سودی نظام، اللہ اور رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے خلاف اعلانِ جنگ کے مترادف ہے۔ یہ وہ جرم ہے جس پر اتنی سخت وعید کسی اور گناہ کے بارے میں نہیں آئی۔

احادیثِ نبوی میں حرمتِ سود

رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

﴿لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ﴾

سود کھانے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی گئی ہے، اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں)[21]**(**

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ سود کا لین دین صرف لینے والے کے لیے نہیں بلکہ پورے سودی عمل میں شریک ہر فرد کے لیے ممنوع اور گناہ کبیرہ ہے۔ ایک اور روایت میں ہے:

﴿الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا، أَهْوَنُهَا مِثْلُ أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ﴾

(سود کے ستر درجے ہیں، ان میں سب سے ہلکا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے)[22]

یہ سخت الفاظ اس لیے ہیں کہ سود کا نتیجہ پورے معاشرے میں ظلم، غربت اور بے برکتی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

سود کی حرمت کی عقلی واخلاقی وجوہات

اسلام نے سود کو حرام قرار دینے کی کئی گہری معاشی واخلاقی وجوہات ہیں:۔

استحصال کا ذریعہ:

سود ہمیشہ کمزور طبقے کے استحصال پر مبنی ہوتا ہے۔ قرض لینے والا اکثر مجبور ہوتا ہے، جبکہ قرض دینے والا طاقتور۔ نتیجہ یہ کہ دولت طاقتوروں کے ہاتھ میں سمٹ آتی ہے۔

محنت اور نفع کا توازن ختم کرتا ہے:

سود میں نفع محنت سے نہیں بلکہ وقت کے گزرنے سے حاصل ہوتا ہے، جو کہ غیر اخلاقی اور غیر فطری ہے۔ اسلام کہتا ہے نفع صرف اسی کاروبار میں ہے جس میں خطرہ اور محنت دونوں شامل ہوں۔

طبقاتی فرق پیدا کرتا ہے:

سودی نظام سرمایہ داروں کو امیر تر اور مزدوروں کو غریب تر بناتا ہے۔ یوں دولت کا ارتکاز ہو جاتا ہے جسے قرآن نے ناجائز قرار دیا ہے۔

﴿كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ﴾

(تاکہ وہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان گردش نہ کرتی رہے)[23]

اخلاقی زوال:

سودی نظام میں لالچ، خود غرضی، حرص اور رحم کی کمی پیدا ہوتی ہے۔ یہ انسان کو دوسروں کے دکھ سے بے حس کر دیتا ہے۔

اسلامی معیشت میں سود کا متبادل

اسلامی معاشی نظام نے سود کی ممانعت کے ساتھ ساتھ **عدل و اشتراک پر مبنی نظام** بھی دیا ہے۔ یہ نظام، "Profit and Loss Sharing" یعنی نفع و نقصان کی شرکت کے اصول پر قائم ہیں۔

اس کے تحت کئی معاشی معاہدے رائج ہیں:۔

- **مضاربہ:** سرمایہ ایک فریق دیتا ہے اور محنت دوسرا کرتا ہے، نفع طے شدہ تناسب سے تقسیم ہوتا ہے۔
- **مشارکہ:** تمام فریق سرمایہ لگاتے ہیں، نفع و نقصان سب میں مشترک ہوتا ہے۔
- **اجارہ:** چیز کرایے پر دے کر جائز معاوضہ حاصل کیا جاتا ہے۔
- **مرابحہ:** منافع کے ساتھ خرید و فروخت کا جائز طریقہ، جس میں نفع طے شدہ اور شفاف ہوتا ہے۔

ان اصولوں سے ایک ایسا مالیاتی ڈھانچہ وجود میں آتا ہے جو انصاف، شفافیت اور معاشرتی فلاح پر مبنی ہے۔

سودی نظام کے نقصانات (سماجی و معاشی اثرات)

غربت اور معاشی ناہمواری

سود کی وجہ سے دولت چند افراد کے ہاتھ میں سمٹ جاتی ہے۔

بے روزگاری

سودی سرمایہ کاری حقیقی پیداوار کے بجائے مالیاتی کھیلوں پر مبنی ہوتی ہے۔

قرضوں کا بوجھ

غریب ممالک سودی قرضوں کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں، جس سے ان کی خود مختاری ختم ہو جاتی ہے۔

روحانی و اخلاقی تباہی

سود انسان کو اللہ پر توکل سے دور کر کے دنیا پرستی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

سود کی حرمت فطرت کے مطابق نظام

اسلام سود کی ممانعت کے ذریعے انسان **کو فطرت کے مطابق اقتصادی سرگرمیوں** کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ انسان کو یہ سکھایا گیا کہ دولت کمانا مقصد نہیں بلکہ **خدمتِ خلق اور فلاحِ عامہ** کا ذریعہ ہے۔ اسلامی نظام میں دولت کی گردش اور معاشی سرگرمیوں کا محور "عدل"، "رحم" اور "تعاون" ہیں، جب کہ سودی نظام کا محور "حرص"، "استحصال" اور "مفاد پرستی" ہے۔

زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ اسلامی معاشی نظام کا فلاحی ستون

زکوٰۃ اسلام کا وہ بنیادی فریضہ ہے جو دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔ یہ نہ صرف فقراء و مساکین کی مدد کا ذریعہ ہے بلکہ دولت کے ارتکاز کو بھی روکتا ہے۔ اسی طرح صدقہ، خیرات اور وقف کے نظام سے بھی معاشرتی فلاح و بہبود کا تصور سامنے آتا ہے۔ اسلام کا معاشی نظام صرف عدل و انصاف، سود کی ممانعت اور تجارت کی شفافیت تک محدود نہیں، بلکہ ایک ایسا فلاحی اور باہمی تعاون پر مبنی نظام بھی پیش کرتا ہے جو معاشرے کے کمزور اور محروم طبقوں کو سہارا دیتا ہے۔ اس نظام کا سب سے مضبوط اور منظم حصہ ہے: **زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ**۔ یہ وہ اصول ہیں جو معاشرے میں دولت کے صحیح بہاؤ کو برقرار رکھتے ہیں، سرمایہ کے ارتکاز کو روک کر مالی توازن قائم کرتے ہیں اور معاشی ناہمواری کو کم کرتے ہیں۔

ساڑھے باون تولے چاندی، ساڑھے سات تولہ سونا، مال تجارت اور مکانوں کے تجارتی کاروبار پر اگر ایک سال پورا گزر جائے تو اس مال میں سے چالیسواں حصہ نکال کر خدا کی راہ میں دینا زکوۃ کہلاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں پر یہ ٹیکس نہت اہم فریضہ ہے اور ارکان اسلام میں سے اہم رکن۔ قرآن عزیز میں ادءِ زکوۃ اور فریضہ زکوۃ کے احکام کو بار بار دھرایا گیا ہے کہیں ایمان باللہ کے ساتھ اس کا ذکر ہے کہیں آخرت کے ذکر کے ساتھ اور کہیں قیامت صلوۃ اور کہیں مستقل اسی کو قانونی دفعہ بنایا گیا ہے۔[24]

زکوٰۃ اسلام کا لازمی معاشی فریضہ

زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ قرآنِ مجید میں درجنوں مقامات پر **نماز** کے ساتھ **زکوٰۃ** کو ذکر کیا گیا ہے، جس سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

لغوی اور شرعی مفہوم

لفظ "زکوٰۃ" کے معنی بڑھنے، پاک ہونے اور بہتر ہونے کے ہیں۔ شرعاً زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر واجب مالی عبادت ہے، جس کا مقصد مال کی پاکی، دل میں سخاوت اور معاشرے میں فلاح و مدد کا نظام قائم کرنا ہے۔

قرآن میں زکوٰۃ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أوَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَآ

(اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور رسول کی اطاعت کرو)[25]

أوَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِآ

(ان کے مالوں میں فقراء اور محروم کا حق ہے)[26]

ایک اور مقام پر فرمایا:

أوَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍآ

(جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو)[27]

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ زکوٰۃ محض خیرات نہیں، بلکہ غریبوں کا حق ہے جو اللہ نے مالدار کے مال میں رکھا ہے۔

زکوٰۃ کا معاشی کردار

اسلامی معاشیات میں زکوٰۃ کے تین بڑے مقاصد ہیں:

(1) دولت کی منصفانہ تقسیم

دولت کو صرف مالدار طبقے تک محدود رہنے سے روک کر اسے معاشرے کے غریب طبقے تک پہنچانا۔ اس طرح دولت کے ارتکاز کی روک تھام ہوتی ہے۔

(2) غربت کا خاتمہ

فقراء، مساکین، بیوہ، یتیم، مکاتب اور مالی کمزور افراد زکوٰۃ کے ذریعے اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔

(3) مال کی پاکی

اسلامی تعلیمات کے مطابق جب انسان زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو مال حلال اور پاک ہو جاتا ہے۔ اس میں اللہ کی طرف سے برکت پیدا ہوتی ہے۔

قرآن کہتا ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾

(تم ان کے اموال سے صدقہ (زکوٰۃ) لے کر انہیں پاک اور پاکیزہ کر دو)[28]

زکوٰۃ کی تقسیم کے شرعی مصارف

قرآنِ مجید نے واضح طور پر بتایا ہے کہ زکوٰۃ کن لوگوں کو دی جا سکتی ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ﴾

(زکوٰۃ فقیروں، مسکینوں، زکوٰۃ جمع کرنے والوں، دل جوڑنے والوں، غلاموں کی آزادی، قرض داروں، اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے ہے)[29]

یہ فہرست یہ ثابت کرتی ہے کہ زکوٰۃ صرف بھوک، غربت اور ضرورت ہی نہیں بلکہ:

- قرض کی ادائیگی
- معاشی بحالی
- غلامی کے خاتمے
- رفاہی منصوبوں تک کے لیے استعمال ہو سکتی ہے۔ اور اسلام ایک مکمل فلاحی نظام پیش کرتا ہے، محض امداد نہیں۔

انفاق فی سبیل اللہ رضاکارانہ خیرات

زکوٰۃ تو فرض ہے، لیکن اسلام انسان کو مزید آگے بڑھنے کا درس دیتا ہے۔ **انفاق فی سبیل اللہ** یعنی اللہ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنا، نیکی کے کاموں میں مالی تعاون کرنا۔

قرآن کہتا ہے:

﴿مَا تُنفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ يُضَاعِفُهُ لَكُمْ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾

(جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اللہ اس کا کئی گنا بدلہ دے گا)[30]

صدقات:

مسجد، مدرسہ، یتیم خانہ، ہسپتال، فلاحی منصوبوں، تعلیمی اداروں، رفاہی خدمات میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اسلام کے معاشی نظام میں انفرادی صدقات کو بھی اہمیت حاصل ہے زکوۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ بھی اسلام نے حاجتمندوں کی وقتی حاجت کے لیے انفرادی عطایا کو عمل خیر کہہ کر اس کے لیے ترغیب دی ہے اور دنیا و آخرت کے اجر و ثواب کو نعم البدل بتا کر قرآن عزیز اور احادیث نے اس کے متولق جگہ جگہ برانگیختہ اور امادہ کیا

ہے اور چونکہ اس کا تعلق انفرادی عطا سے ہے اور یہ اخلاق حسنہ اور اعمال فاضلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس لیے اس میں دو اخلاقہ خطرات کے پیش آجاے کا اندیشہ تھا۔ ایک یہ کہ معطی اپنی عطا کا احسان جتائے اور حاجت مندوں کو نادم اور شرمسار کرکے اس کو اذیت پہنچائے۔ دوسرے یہ کہ اس کا انفاق رضاء الٰہی اور غرباء کے لیے حاجت روائی کے لیے نہ ہو بلکہ دکھاوے اور نمائش کے لیے ہو۔ چنانچہ ان دونوں نے انسداد کے لیے نفس امارہ کی زجر توبیخ اور انانیت وخودی پر تہدید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے:۔ [31]

أيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِآ

(اے ایمان والو! اپنے صدقات وخیرات کو احسان جتا کر اور ایذا دے کر ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور اللہ پر یقین رکھتا ہے اور نہ آخرت کے دن پر[32])

وقف اسلامی ویلفیئر ریاست کی بنیاد

اسلامی تاریخ میں وقف کا نظام بہت اہمیت رکھتا ہے۔

- وقف وہ مستقل صدقہ ہے جس میں مال یا جائیداد اللہ کی راہ میں مستقل وقف کر دی جاتی ہے۔
- خلافتِ راشدہ اور عثمانی خلافت کے دور میں ہسپتال، لائبریریاں، تعلیمی ادارے، مساجد، مسافر خانہ وقف کے تحت چلتے تھے۔ وقف نے بغیر حکومتی ٹیکس کے ایک مضبوط فلاحی نظام قائم کیا۔

صدقہ معاشرتی ہمدردی کا ذریعہ

- صدقہ ہر صاحبِ نصاب پر فرض نہیں
- لیکن ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق ادا کر سکتا ہے
- صدقہ دل کو نرم کرتا ہے، معاشرے میں محبت بڑھاتا ہے، حسد اور طبقاتی نفرت کم کرتا ہے

نبی ﷺ نے فرمایا:

أالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطَايَا كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَآ

(صدقہ گناہوں کو ایسے بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے)[33]

زکوٰۃ اور انفاق سے دولت کے ارتکاز کا خاتمہ

سرمایہ دارانہ نظام کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں جمع ہو جاتی ہے۔
قرآن اس خرابی کو روکنے کے لیے حکم دیتا ہے:

﴿كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ﴾

(تا کہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے)[34]

زکوٰۃ، صدقات اور وقف دولت کو نیچے تک لے جاتے ہیں، معاشی گردش جاری رکھتے ہیں، طبقاتی فاصلے کم کرتے ہیں، غریب کی خریداری کی قوت بڑھتی ہے، معیشت توازن پر قائم رہتی ہے۔

اسلام میں ملکیت کا تصور

اسلام دینِ فطرت ہے، جو انسانی ضروریات، معاشی ضروریات، محنت کے حقوق اور معاشرتی ذمہ داریوں کے درمیان ایک متوازن نظام قائم کرتا ہے۔ اسلام نے ملکیت (Ownership / Possession) کے تصور کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اسے انسانی آزادی، معاشی سرگرمی اور ترقی کی بنیاد بھی قرار دیا۔ لیکن اسلام ملکیت کو مطلق اور بے لگام حق نہیں سمجھتا بلکہ اسے شرائط، اخلاقی حدود اور معاشرتی ذمہ داریوں کے ساتھ مشروط رکھتا ہے۔

اسلام میں ملکیت کا بنیادی تصور

اسلام یہ اجازت دیتا ہے کہ انسان اپنی محنت، تجارت، وراثت، کسب یا سرمایہ کاری کے ذریعے مال حاصل کرے، اس مال کا مالک بنے، اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن ساتھ ہی اسلام یہ واضح کرتا ہے کہ:

"حقیقی مالک اللہ ہے، اور انسان صرف امین (Trustee) ہے"

قرآن کہتا ہے:

﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

(آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ کے لیے ہے)[35]

اس لیے انسان کی ملکیت اصل اور دائمی نہیں بلکہ عارضی اور امانت ہے۔

ملکیت مشروط ہے، مطلق نہیں

اسلام مالک کو اس کے مال میں تصرف کا حق تو دیتا ہے، لیکن وہ حق محدود اور ذمہ داری کے ساتھ ہے۔

قرآن کا اصول:

﴿لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَلَا تُوَصِّلُوهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَضْلَ النَّاسِ بِالظُّلْمِ﴾

(لوگوں کے مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ ہی حکمرانوں تک پہنچاؤ تا کہ تم دوسروں کے مال ناحق ہڑپ کرو)[36]

یعنی ناجائز طریقے سے ملکیت لینا منع ہے۔ دوسروں کو نقصان پہنچا کر امیر بننا منع ہے۔ ظلم، دھوکا اور استحصال کے ذریعے مال حاصل کرنا منع ہے۔

اسلام میں ملکیت کی اقسام

اسلام نے تین اہم قسم کی ملکیت کو تسلیم کیا:

نجی ملکیت(Private Property)

انسان کی محنت یا سرمایہ سے حاصل شدہ دولت جیسے گھر، زمین، کاروبار، باغات، جائیداد وغیرہ شرط یہ کہ:
ظلم پر مبنی نہ ہو، سٹے بازی، سود، دھوکہ، رشوت یا حرام ذرائع سے حاصل نہ ہو، حلال تجارت، محنت یا وراثت کے ذریعے حاصل ہوئی ہو۔

ریاستی یا سرکاری ملکیت

- قدرتی وسائل: معدنیات، جنگل، دریا
- عوامی املاک: سڑکیں، ہسپتال، پارک
- قومی خزانہ، بیت المال

یہ عوام کی امانت ہے، حکمران کی ذاتی ملکیت نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

اإِنَّ النَّاسَ شُرِكَاءُ فِي الْمَاءِ وَالنَّارِ وَالْمَرْعَىٰآ

(لوگ پانی، آگ اور چارے میں شریک ہیں)[37]

یعنی شہری بنیادی ضروریات سے محروم نہ ہوں۔

اجتماعی یا عوامی ملکیت

- روڈ، اسکول، لائبریریاں
- زکوٰۃ، وقف، بیت المال

یہ کسی فرد کی ملکیت نہیں بلکہ پوری امت کی ملکیت ہوتی ہے۔

ملکیت کی حدود اور پابندیاں

حلال ذرائع

اسلام میں ملکیت کا حق صرف حلال آمدنی پر ہے۔ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

﴿مَا أَكَلَ الإِنْسَانُ طَعَامًا حَرَامًا فَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ﴾

(جو جسم حرام سے پلا ہو، اس کے لیے جنت حرام ہے)[38]

نقصان کا حق نہیں

کوئی شخص اپنی ملکیت سے دوسروں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اسلامی اصول:

﴿لَا تَضُرَّ نَفْسَكَ وَلَا تُضُرَّ النَّاسَ﴾

(نہ خود نقصان پہنچاؤ، نہ دوسروں کو نقصان دو)[39]

مثلاً زمین یا راستہ روک کر دوسروں کی آمد ورفت بند کرنا، ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی مہنگائی پیدا کرنا، فیکٹری لگا کر آلودگی پھیلانا اسلام میں حرام ہے۔

سماجی ذمہ داری

ملکیت صرف لطف اٹھانے کا نام نہیں، بلکہ اس کے ساتھ فرائض بھی ہیں:

- زکوٰۃ
- صدقہ
- وراثت کا قانون
- حق پڑوسی
- ملازمین کا حق

اس سے مال صرف چند لوگوں کے ہاتھ میں جمع نہیں رہتا۔

فضول خرچی کی ممانعت

اسلام میں مالک کو فضول خرچے کی بھی اجازت نہیں

﴿إِنَّ المُسْرِفِينَ هُمْ أَخْوَةُ الشَّيْطَانِ﴾

(بیشک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں)[40]

سود، جوا اور حرام کاروبار کی ممانعت

ملکیت صرف وہی معتبر ہے جو محنت، تجارت، سرمایہ کاری کے ذریعے حاصل ہو، اور جو معاشرے کو نقصان نہ پہنچائے۔

اسلام میں ملکیت اور ریاست کا کردار

ریاست اس بات کی ذمہ دار ہے کہ کوئی شخص لوگوں کے حقوق غصب نہ کرے، معاشی جرائم (رشوت، سود، ذخیرہ اندوزی) روکے، ظالم کی قوت محدود کرے، غریب، یتیم، کمزور کی مدد کرے یعنی اسلامی معاشی نظام صرف چند امیروں کا تحفظ نہیں کرتا۔

ملکیت کا مقصد

اسلام کے نزدیک ملکیت طاقت کی علامت نہیں، دولت اکٹھی کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ آزمائش ہے، امانت ہے، خدمتِ خلق کا ذریعہ ہے۔

قرآن کہتا ہے:۔

أوَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ آ

(اور جو مال اللہ نے تمہیں دیا ہے، اس میں سے خرچ کرو)[41]

اسلامی معاشی نظام کے بنیادی مقاصد

فلاحِ انسانیت

اسلام کا مقصد صرف چند لوگوں کو امیر بنانا نہیں بلکہ پورے معاشرے کی فلاح ہے۔

دولت کی منصفانہ تقسیم

دولت کو چند ہاتھوں میں محدود رہنے سے روکنے کے لیے قرآن نے واضح ہدایت دی

أمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَہْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ * وَ مَا نَہٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَہُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِآ[42]

(جو (اَموالِ فَے) اللہ نے (قُرَیظہ، نَضِیر، فِدَک، خَیبر، عُرَینہ سمیت دیگر بغیر جنگ کے مفتوحہ) بستیوں والوں سے (نکال کر) اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر لوٹائے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے ہیں اور (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) قرابت داروں (یعنی بنو ہاشم اور بنو عبد المطّلب) کے لئے اور (معاشرے کے عام) یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہیں، (یہ نظامِ تقسیم اس لئے ہے) تاکہ (سارا مال صرف) تمہارے مال داروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے)۔ اور جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم وعطا پر کبھی زبانِ طعن نہ کھولو)، بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے)

معاشی استحکام

سود، جوا، رشوت، احتکار (ذخیرہ اندوزی) اور اسراف سے اجتناب کے ذریعے اسلامی نظام ایک مستحکم اور پائیدار معیشت قائم کرتا ہے۔

اسلامی مالیاتی ادارے

اسلامی اصولوں پر قائم بینکنگ سسٹم میں سود کی بجائے "مشارکہ"، "مضاربہ"، "اجارہ" اور "مرابحہ" جیسے طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ نظام نفع و نقصان میں شرکت کے اصول پر مبنی ہے، جس سے سرمایہ دار اور مزدور دونوں کو انصاف ملتا ہے۔

اسلامی نظامِ معیشت اور موجودہ چیلنجز

آج دنیا کا سرمایہ دارانہ نظام سود اور منافع کی دوڑ میں اخلاقی اقدار سے خالی ہو چکا ہے، جس کا نتیجہ معاشی ناہمواری اور غربت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔
اسلامی نظام ان خرابیوں کا علاج پیش کرتا ہے، مگر اس کے نفاذ کے لیے ایمان، دیانت، حکومتی عزم اور عوامی شعور ضروری ہے۔

نتیجہ

اسلام کا معاشی نظام نہ صرف دنیاوی فلاح بلکہ اخروی کامیابی کا بھی ضامن ہے۔ یہ نظام دولت کے توازن، عدلِ اجتماعی اور انسانی اخوت پر قائم ہے۔ اگر دنیا اس نظام کو خلوص کے ساتھ اپنائے تو غربت، استحصال اور معاشی ناانصافیوں کا خاتمہ ممکن ہے۔ اسلام کا پیغام ہے کہ معیشت عبادت کا حصہ ہے، اور ہر معاشی سرگرمی میں اللہ کی رضا کو مقصود بنانا ہی حقیقی کامیابی ہے۔

مصادر و مراجع

---

[1] الزمر 62:39

[2] الانعام 165:6

[3] الذاریات 19:51

[4] الحجرات 18:49

[5] الحشر 7:59

[6] الفرقان 43:25

[7] الفرقان 67:25

[8] النحل 90:16

---

[9] الانعام 152:6

[10] الاعراف 85:7

[11] **البقرة 275:2**

[12] **ابن ماجہ، ح 2443**

[13] **حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ادارہ اسلامیات لاہور، جلد 2، ص 262**

[14] **مسند احمد**، ح 19393، السنن الکبری للبيهقي

[15] سنن الترمذی، ح 1209

[16] **الحشر 7:59**

[17] البقرة 275:2

[18] البقرة 275:2

[19] البقرة 278:2

[20] **البقرة 279:2**

[21] **مسلم شریف، ح 1595**

[22] **ابن ماجہ** 2274، المستدرک لل حاکم 2302

[23] **الحشر 7:59**

[24] **حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ادارہ اسلامیات لاہور، جلد 2، ص 120**

[25] **النور 56:24**

[26] **الذاریات 19:51**

[27] التوبہ 34:9

[28] التوبہ 103:9

[29] **التوبہ 60:9**

[30] **البقرہ 261:2**

[31] **حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ادارہ اسلامیات لاہور، جلد 2، ص 319**

[32] البقرة 264:2

[33] ترمذی، ح 587، ابن ماجہ، ح 1851

[34] الحشر 7:59

[35] آل عمران 189

[36] البقرة 188:2

[37] سنن ابو داؤد

[38] مسند احمد، السنن الکبری للبيهقي

[39] ابن ماجہ

[40] الاسراء 27:17

[41] الحدید 7:57

[42] الحشر 7:59

1. *Az-Zumar 39:62*
2. *Al-An'am 6:165*
3. *Adh-Dhariyat 51:19*
4. *Al-Hujurat 49:18*

5. *Al-Hashr 59:7*
6. *Al-Furqan 25:43*
7. *Al-Furqan 25:67*
8. *An-Nahl 16:90*
9. *Al-An'am 6:152*
10. *Al-A'raf 7:85*
11. *Al-Baqarah 2:275*
12. *Ibn Majah, Hadith 2443*
13. *Hazrat Maulana Muhammad Hifzur Rahman Seoharwi, Islam Ka Iqtisadi Nizam (Economic System of Islam), Idara Islamiyat Lahore, Vol. 2, p. 262*
14. *Musnad Ahmad, Hadith 19393, Al-Sunan al-Kubra by al-Bayhaqi*
15. *Sunan al-Tirmidhi, Hadith 1209*
16. *Al-Hashr 59:7*
17. *Al-Baqarah 2:275*
18. *Al-Baqarah 2:275*
19. *Al-Baqarah 2:278*
20. *Al-Baqarah 2:279*
21. *Sahih Muslim, Hadith 1595*
22. *Ibn Majah 2274, Al-Mustadrak lil-Hakim 2302*
23. *Al-Hashr 59:7*
24. *Hazrat Maulana Muhammad Hifzur Rahman Seoharwi, Islam Ka Iqtisadi Nizam (Economic System of Islam), Idara Islamiyat Lahore, Vol. 2, p. 120*
25. *An-Nur 24:56*
26. *Adh-Dhariyat 51:19*
27. *At-Tawbah 9:34*
28. *At-Tawbah 9:103*
29. *At-Tawbah 9:60*
30. *Al-Baqarah 2:261*
31. *Hazrat Maulana Muhammad Hifzur Rahman Seoharwi, Islam Ka Iqtisadi Nizam (Economic System of Islam), Idara Islamiyat Lahore, Vol. 2, p. 319*
32. *Al-Baqarah 2:264*
33. *Tirmidhi, Hadith 587, Ibn Majah, Hadith 1851*
34. *Al-Hashr 59:7*
35. *Al-Imran 3:189*
36. *Al-Baqarah 2:188*
37. *Sunan Abu Dawood*
38. *Musnad Ahmad, Al-Sunan al-Kubra by al-Bayhaqi*
39. *Ibn Majah*
40. *Al-Isra 17:27*
41. *Al-Hadid 57:7*
42. *Al-Hashr 59:7*